رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا (عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اِسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ×××× لیکن پھر بھی ×××× لوگ ×××××× نہیں مانتے (چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔ چندہ غیر ممالک سے سات روپے (معہ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۲ — مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۳ ہجری — نمبر ۶۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت دو دن ناساز رہی۔ لیکن اب خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے آرام ہے۔ حضور نے ۱۹ نومبر کو درس کے بعد حاضرین کو چونکا دینے والے الفاظ میں دعاؤں کی تاکید فرمائی فرمایا کہ مجھے متواتر کئی دنوں سے دکھایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ شریروں کو سخت سزا دینے والا ہے اور اسلام کی ترقی کیلئے ایک خالص جماعت بنیوالی ہے۔ تم لوگ اپنے اندر بہت بڑا تغیر پیدا کرلو۔ غفلت اور سستی کو چھوڑ دو۔ باتیں کم کرو۔ ہنسی مخول کی مجلسوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جلدی ہی امن بھی ہو جائیگا۔ اور وہ لوگ جو اپنے اندر اخلاص پیدا کرینگے بڑے بڑے درجے پائینگے تم لوگ بہت ہی دعائیں کرو تا اللہ تعالیٰ آنیوالے ابتلاؤں کو ٹال دے۔ حضور کے ان دردبھرے کلمات پر ہر ایک احمدی کو عمل کرنیکے لئے فوراً تیار ہو جانا چاہئیے

تازہ خبریں

دہلی۔ (۱۸۔ نومبر) ہز ہائینس رنجیت سنگھ جی مشہور کرکٹ جام نوانگر ہندوستانی مہم میں شمولیت کی غرض سے عنقریب یورپ روانہ ہونے والے ہیں *

کپری کوئی کے نواح میں معرکہ آرائی۔ روسی مراسلت مظہر ہے کپری کوئی (آرمینیا) کے نواح میں ترکوں سے جنگ ہو رہی ہے *

ترکی قلعہ تربہ پر تسلط۔ جزیرہ نمائے شیخ سعید متصل عدن کے ترکی قلعہ تربہ پر ہندوستانی سپاہ برٹش جنگی جہاز ڈیوک آف اڈنبرگ کی اعانت سے قابض ہوئی۔ بھاری ترکی توپیں ناکارہ کر دی گئیں۔ بہت سا سامان جنگ اور چھ میدانی توپیں ہندوستانی سپاہ کے ہاتھ آئیں *

جنوبی افریقہ کے باغیوں کا استیصال۔ جنرل بوتھا رپورٹ کرتا ہے کہ باغی دستہ کا کامل طور پر قلع قمع کر دیا گیا ہے *

۷۔ نومبر کو مارسلز میں جدید ہندوستانی کنٹنجنٹ کا نہایت پرجوش استقبال ہوا *

بے تار کا سلسلہ۔ جیکسن ولی (فلوریڈا) گورنمنٹ ایجنٹ ایک خفیہ بے تار کے سلسلہ کے متلاشی ہیں۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ الورکیلیڈز میں دس جرمنوں نے ایک جرمن کروزر سے لکڑی کاٹنے والوں کے بھیس میں اُتر کر قائم کیا ہے *

بٹاویہ۔ جرمن جنگی جہاز پر شٹین پر بے تار پیام رسانی کے مخفی آلات کا پتہ لگا ہے۔ جہاز کا کمانڈر اور بے تار کا اپریٹر مقید کیا گیا ہے *

پیرس۔ سرکاری طور پر بیان ہوئے کہ دشمن نے مشرق و جنوب یپ رس میں از سر نو حملے شروع کر دیئے ہیں مگر اس سے حالت میں تغیر نہیں آیا *

جرمن کروزر ایمڈن کے پسماندگان (سنگاپور) تباہ شدہ جرمن کروزر ایمڈن کے ڈیڑھ سو پسماندگان جو اسیر کر لئے گئے تھے۔ یہاں پہنچے ہیں *

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا

کاتب محمد حسین

جنگ یورپ

روسی کامیابیاں - (لنڈن ۱۷-نومبر) پٹروگریڈ کا ایک مراسلت منظر ہے کہ روسی دستہ ہراول علاقہ ارض روم پہنچ گیا ہے جہاں اس نے ترکوں کی فوج یسار کو شکست دی - ایک اور روسی دستہ نے ترکوں کو ازوران کے متصل اور نیز خاموس کے قریب شکست دی ترک کامل طور پر منہزم ہوگئے ہیں ۔

مغربی کارزار - شدید تر گولہ باری - لنڈن ۱۷-نومبر ۶ بجے شام پیرس کا اعلان - نیوپورٹ - یپرس اور ڈکسموڈ کے اضلاع میں پچھلے دنوں کی نسبت شدید تر گولہ باری [illegible] جنوب اور یپرس کے جنوب میں جرمن حملے ناکام رہے ہے - ارمنٹیرز سے لالاباسی تک شدید توپی مقابلہ ہوا - مقام ویلی کے قریب جرمنوں نے دریائے ایسنی سے عبور کرنا چاہا مگر ہٹا دیئے گئے یا فنا کر دیئے گئے - ویلی کے اوپر اور ریمز کے علاقہ میں شدید گولہ باری ہوئی - ارگان میں ہم نے دشمن کی کئی خندقوں کو سرنگیں لگا کر اڑا دیا - موسی کی بلندیوں پر ہم پھر کئی جگہ آگے بڑھے اور ردون کے جنوب میں ہم موضع شووا اکورٹ کے پہلے گھروں پر قابض ہو گئے ۔

مغربی میدان - لنڈن ۱۷-نومبر - کل شام سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا - ہم نے زیر - ارمنٹیرز اور اراس کے درمیانی علاقہ - ارگان کے علاقہ ویلی اور موسی کی بلندیوں پر حملہ کیا ۔

وکٹوریا کراس - پانچ افسروں کو عطا ہوئی ہے انمیں سے تین فوت ہو چکے ہیں ۔

ڈنکرک - سے ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے اگرچہ موسم ازحد سرد اور بارش ہو رہی ہے لیکن برطانوی سپاہ نہایت بشاش اور شگفتہ ہے

مشرقی پرشیا میں روسی فوجیں بیس تیس میل گھس کر جرمن علاقہ میں داخل ہو چکی ہیں - آستروی شہر کراکو کی مشرقی جانب چنداں مضبوط نہیں - روسی فوجیں اس کی اس سمت سے اب صرف ایک منزل کی دوری پر رہ گئی ہیں ۔

پھٹنے والی گولیاں - لنڈن ۱۷ نومبر - برطانیہ کے محکمے نے اعلان کیا ہے کہ ڈگولینڈ اور فرانس میں جرمن سپاہیوں نے پھٹنے والی گولیاں استعمال کی ہیں - جو مقتول اور اسیر جرمنوں کے پاس سے برآمد ہوئی ہیں ۔

محاربہ ڈکسموڈ - لنڈن ۱۸-نومبر - جدید سیلابوں کے چھوڑ دیئے جانے سے بمقام ڈکسموڈ جرمنوں کی پوزیشن بہت نازک ہوگئی ہے ڈکسموڈ - اوسٹ کارک اور کاسکرک کا تمام نشیبی علاقہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے - اور ایسی حالت میں اگر دشمن نے پیشقدمی کی تو اس کی بری گت بنیگی - جب پانی چھوڑا گیا تو آدمیوں کی متعدد ٹولیاں اصل لشکر سے منقطع ہوگئیں - اور واپس نہ جا سکیں - سینکڑوں فاقہ سے مر گئے ۔

آسٹرو جرمن تجویز - (الہ آباد ۱۷-نومبر) پاینیر کو لنڈن سے ۱۴-نومبر کو ذیل کا تار موصول ہوا ہے - مشرقی جرمنی میں جنگ اب میرین جھیلوں کے رقبہ تک پہنچ گئی ہے ۔

کراکو کے جلد سخر ہونے کی امید - (لنڈن ۱۷-نومبر) روم میں رپورٹ ہوئی ہے کہ کراکو کا ایک حصہ جل رہا ہے اور شہر کا محاصرہ کر لیا گیا ہے - جس کے عنقریب مفتوح ہونے کی توقع کیجاتی ہے - باشندے بھاگ رہے ہیں ۔

آسٹروی سپاہ سرویہ میں - نش - ایک جدید آسٹروی سپاہ جو سربی لشکر سے بہت زیادہ ہے سرویہ میں داخل ہوئی ہے جسکی وجہ سے سرویوں کو پسپا ہونا پڑا تاکہ موزون طور سے طرح جنگ ڈالی جا سکے

روسی رپورٹ - (لنڈن ۱۷-نومبر) پٹروگریڈ - روسی سرکاری مراسلت منظر ہے کہ وارسا کے متصل فتحمندانہ جنگ کے بعد جرمن کامل طور پر مراجعت کر رہے ہیں - انہوں نے ریلویز تباہ کر دیں جن کو ہمیں مکرر بنانا پڑا ۔

روسی کامیابی - پٹروگریڈ جرمنوں نے مشرقی پرشیا میں شاوپون اور پوسیرن پر کئی مقامات پر پیشقدمی سے حملے کرنے کی کوشش کی جنمیں وہ ناکام رہے اور پسپا ہونے پر مجبور ہوگئے - سالڈاؤ اور نیڈنبرگ میں جنگ جاری ہے - ہماری پیشقدمی کا ما کاڈاؤ گلیشیا کے فرنٹ میں قائم ہے - ہم نے لائی سکو کے جنوب مغرب میں دس افسر اور ایکہزار آدمی گرفتار کئے ۔

شیخ سعید - انگریزی علاقہ عدن اور ترکی علاقہ یمن کی عین سرحد پر بحیرہ قلزم کے جنوبی سرے پر واقع ہے کروزر اڈنبرا ساڑھے تیرہ ہزار ٹن کا طاقتور جہاز ہے - جسپر چھ سوا نو انچی اور دس چھ انچی توپیں ہیں ۔

پیرس کی رونق - ۱۶-نومبر - تماشاگاہوں کے مالکوں کی درخواستوں پر حکومت نے پیرس کے تھیٹروں - سرود خانوں اور متحرک تصاویر کی تماشاگاہوں کے پھر کھول دیئے جانے کا حکم دیدیا ہے ۔

گولہ باری (لنڈن ۱۷-نومبر) مارننگ پوسٹ تار آیا ہے - کہ علاقہ شامپین میں جرمنوں نے ریمز پر پھر بھاری توپوں سے گولہ باری شروع کر دی ہے - ان کا لشکر نیم دائرہ کی شکل میں شہر کے گرداگرد مورچہ زن ہے - اور وہاں کے کئی قلعوں پر ابتک جرمن قابض ہیں جو فرینچ خندقوں پر مسلسل شبخونیں مارتے رہتے ہیں ۔

شہزادہ ویلز بہادر (لنڈن ۱۷-نومبر) شاہزادہ بلند اقبال پرنس ویلز میدان جنگ کو تشریف لیگئے ہیں وہ فیلڈ مارشل سر جان فرینچ کے سٹاف میں کام کرینگے ۔

روسی تاوان لے رہے ہیں - لنڈن ۱۶-نومبر - ٹائمز کو کوپن ہیگن (ڈنمارک) سے خبر آئی ہے کہ مشرقی پرشیا کے مفتوحہ شہروں پر روسیوں نے اسی قدر تاوان جنگ لگایا ہے جس قدر کہ اس قدر آبادی کے بلجیک شہروں پر جرمنوں نے لگایا تھا ۔

۵۰ کروڑ پونڈ قرض - لنڈن ۱۷-نومبر - اخبار ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ مصارف جنگ کیلئے ۵۰ کروڑ پونڈ (ساڑھے سات ارب روپیہ) باقساط قرض لیا جاویگا ۔

سنگٹاؤ - لنڈن ۱۷-نومبر - جاپانی فوجیں مناسب مراسم کے ساتھ سنگٹاؤ میں داخل ہوئیں - جاپانیوں نے مقتولین کے لئے دعا مانگی ۔

صلح - (لنڈن ۱۷-نومبر) پاپائے روم نے ایک گشتی چٹھی جاری کی ہے جسمیں متخاصمین سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ صلح کرلیں ۔

ایشیائے کوچک کا - جو خوفناک زلزلہ ۲-اکتوبر کو بردر اور اباطہ کے اضلاع میں آیا تھا - اس میں ۳۰۰۰ جانوں کے اتلاف کی خبر پہنچی ہے - دونو شہر بالکل تباہ اور ویران ہوگئے ہیں ہزارہا لوگ بے خانماں ہو کر بھوکے پیاسے میدانوں میں پڑے رہے - شہر کے کھنڈرات میں آگ مشتعل ہو جانے سے اور بھی غضب ہوا - سمرنا ایدن ریلوے کمپنی کی لائن ۲۳ میل تک بالکل شکستہ ہوگئی ۔

جرمن مفرورین - ایمسٹرڈم ۱۷-نومبر - مشرقی پرشیا اور سلیشیا سے ایک لاکھ مفرور باشندے برلن پہنچے ہیں ۔

(کلکتہ) ۱۸-نومبر - کل صبح لارڈ رابرٹس کی تدفین کی تقریب پر کلکتہ میں نماز جنازہ ادا ہوگی ۔

(دہلی ۱۸-نومبر) معلوم ہوا ہے کہ [illegible] مسٹر مرڈفلز سارڈانیا میں پناہ گزین ہوا ہے ۔

بنگال کے ضلع نواکھالی میں ہٹیا گھاٹ پر ایک کشتی جسپر ۳۰۰ مسافر تھے ۱۵-نومبر کی رات کو ڈوب گئی - ۱۷۰ لاشیں مل چکی ہیں - جانوں کا غالباً بہت نقصان ہوا ۔

نوبج کمیٹی نے ۱۶ نومبر سے جالندھر میں شہادت لینی شروع کر دی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۲ نومبر ۱۹۳۲ء

جلسۂ سالانہ

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار نہیں بلکہ بے حد و حساب رحمتیں ہوں اس برگزیدہ انسان پر جس نے آجکل کے تاریک اور بے نور زمانہ میں اپنی دعاؤں اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کیا اور اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ اور جس کے دل میں اسلام کا اس قدر درد تھا کہ اس نے اس کی ترقی کی فکر میں اپنے اوپر عیش و آرام حرام کر لیا تھا۔ اور آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک ایسی جماعت بنانے میں کامیاب ہو گیا جس نے اس کے ہاتھ پر اقرار کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اس مبارک وجود کو کتنی فکر تھی۔ اس بات کی کہ وہ جماعت جس نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد باندھ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا ہے روز بروز ترقی کرے یہ ان تدابیر سے ظاہر ہے جو اس نے اس کے قیام کے لئے کی ہیں ؛

اسجگہ ہمیں ان سب تدابیر کا بیان کرنا منظور نہیں بلکہ انہیں کر صرف ایک تدبیر کا۔ اور وہ جلسہ سالانہ کا دستور ہے اس بات کے ثابت کرنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں کہ جماعتوں کے قیام کے لئے ان کا تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک جگہ پر اجتماع بھی ہے اور جن اقوام نے اس اصل کو نظر انداز کیا ہے انہیں سے اتفاق و اتحاد کی روح رفتہ رفتہ نکل گئی ہے۔ پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ احمدیہ کے افراد کے لئے سال میں ایک موقعہ پر جمع ہونے کا دستور قائم کرنا گویا سلسلہ کے اتحاد و اتفاق کے قیام کی بنیاد رکھنا ہے اور جب تک احمدی جماعت اس دستور پر قائم رہیگی۔ اسمیں نفاق پیدا کرنیوالے انشاء اللہ ناکام ہی ہوتے رہینگے ؛

اسلام کے تنزل کے بڑے بڑے بواعث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے حج میں سستی کرنی شروع کر دی اور حج جو امراء و دیگر لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ غرباء اور جہال کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔ اور امراء نے اس فرض کو پورا کرنے میں کوتاہی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اسلام کی حالت سے لاعلمی ہوتی گئی اور رفتہ رفتہ اسلام سے بے تعلقی پیدا ہوتی چلی گئی۔ اور مسلمان ایک بے سر قوم کیطرح رہ گئے۔ کہ جن کے امراء بجائے انکی ترقی کی فکر کرنے کے عیش و آرام میں پڑ گئے اور مسلمانوں کو چھوڑ دیا کہ جنگل کے درندہ اور جو کے پرندہ ان کو نوچ نوچ کر کھا جائیں ؛

پس احمدی جماعت کو اس دردناک مثال کے ہوتے ہوئے سستی کو کام میں نہ لانا چاہئیے اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کسی جماعت میں خاص خاص عرصہ کے بعد مجتمع ہونے میں سستی واقعہ ہو گی تبھی اس کی طاقت ٹوٹنی شروع ہو جائے گی ؛

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایک بزرگ کے ملنے کے لیے ہفتہ میں ایک دو بار جایا کرتے تھے۔ اتفاقاً کچھ عرصہ ناغہ ہو گیا۔ ایک دن جب ملنے گئے۔ تو اس بزرگ نے کہا کہ میاں تم نے کبھی قصائی کی دکان نہیں دیکھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور دیکھی کیوں نہیں میرے تو راستہ میں ہے فرمایا دیکھا نہیں۔ قصاب تھوڑی دیر کام کر کے دو چھریوں کو ایک دوسرے پر پھیر لیتا ہے جس سے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ چھریاں تیز ہو جائیں۔ پس آپس کی ملاقات میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی اصلاح ہو جاتی ہے ؛

یہ اصل جو اس بزرگ نے بیان کیا۔ بالکل سچا اور درست اصل ہے۔ اور جو شخص اسکی اہمیت کو نہیں سمجھتا۔ نادان اور ترقی اقوام کی تاریخ سے ناواقف ہے۔ افراد جماعت کو ہوشیار اور چست کرنیکے لئے ضروری ہے کہ انکو کبھی نہ کبھی ایک جگہ جمع کیا جائے تاکہ ایک دوسرے کی حالت کو دیکھ کر انکو اصلاح کا موقعہ ملے ؛

پس ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے دوستوں کو اس بات کی طرف متوجہ کریں کہ جلسہ سالانہ قریب آگیا ہے۔ اور ان کو آج سے ہی اس کیلئے تیاری شروع کر دینی چاہیئے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ عین موقعہ پر سستی ہو جائے۔ تیاری سے مراد یہ ہے کہ ان کو عزم بالجزم کر لینا چاہیئے کہ بہر حال بتائید الٰہی ہم جلسہ سالانہ پر جائینگے اور نہ صرف اپنے آنے کے متعلق ہی عزم کرنا چاہیئے بلکہ ان کا فرض ہے کہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ابھی سے تحریک کریں کہ وہ جلسہ سالانہ پر چلنے کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کو جب اس وقت کہا جاتا ہے تو وہ کہدیتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں پہلے بتاتے تو ہم ضرور تیار ہو جاتے۔ پس آج سے ہی اپنے دوستوں کو کہنا شروع کر دیں اور آپکی حالت ابھی سے ایسی بن جائے کہ گویا آپ سفر کے لئے تیار بیٹھے ہیں تاکہ دیگر دوستوں کو آپ کا شوق دیکھ کر شوق پیدا ہو۔ اور انکے لانے کے باعث آپ مستحق ثواب ہوں ؛

بعض لوگ اس عذر پر رہ جاتے ہیں کہ ہمارے پاس کرایہ نہیں یا یہ کہ ہمیں فرصت نہیں مگر یہ عذرات بالکل غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا مما تحبّون۔ تم لوگ اس وقت تک نیکی نہیں کما سکتے۔ جب تک کہ تم ان اشیاء میں سے خرچ نہ کرو جن سے تم کو محبت ہے۔ پس ثواب تو حاصل ہی تب ہوتا ہے جب انسان کچھ قربانی کرے۔ کیا وہ احمدی مخلص کہلا سکتا ہے جو سال بھر میں ایک دفعہ بھی قادیان آنے کے لئے کوشش نہیں کرتا اور پھر ایسے موقعہ پر جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد اور حکم کے ماتحت اس کے تمام بھائی اپنا مال خرچ کر کے اور اپنے کام چھوڑ کر قادیان میں جمع ہوں یقیناً انہیں بعض ان مجبوریوں کو علیحدہ کر کے جو قضائے آسمانی سے اچانک انسان کو پیش آ جاتی ہیں۔ معمولی روکیں اس امر میں ہرگز روک نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ اگر روک ہو تو مومن کو اور بھی اخلاص اور جوش سے جلسہ میں شریک ہونا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسے آیندہ نیکی کے کاموں کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرماوے ؛

اور فوائد کو جانے دو۔ ہزاروں ہزار آدمیوں کا تین یا چار دن تک ایک امام کے پیچھے کھڑا ہونا جو نہ صرف انکی نماز کا امام ہو بلکہ ان کی جماعت کا بھی امام ہو۔ اور پھر سب کا ملکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کیا کوئی معمولی بات ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو اس نفع کا مقابلہ کوئی اور چیز نہیں کر سکتی۔ آخر اس جماعت میں ایک جماعت صلحاء کی بھی ہو گی۔ ان لوگوں کی دعاؤں کے ساتھ ملکر سب لوگوں کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل ہو گا۔ پس یہ دن گویا مشکلات و مصائب کے کاٹنے کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے جذب کرنے کے دن ہیں۔ اور وہ کونسا مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ پس میرے دوستو! اس موقعہ پر ہرگز سستی نہ کرو۔ بلکہ اپنے ساتھ اوروں کو بھی لانے کی کوشش کرو تاکہ جماعت کے اتفاق و اتحاد میں ترقی ہو۔ خصوصاً ان لوگوں کو جنہیں اس وقت تک بیعت کرنے میں تردد ہے ضرور ساتھ لانا چاہیئے ممکن ہے کہ اس موقعہ پر انکی اصلاح ہو جائے۔ گو بطور صدٌّ عن سبیل اللہ اہل لاہور نے اس موقعہ پر اپنے جلسہ کا اعلان کر کے اس مطلب کے حصول میں روک پیدا کرنی چاہی ہے مگر واللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ؛

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

پیشگوئیوں کی صداقت کا کیا معیار ہے

اس بات میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین اور تمام سچائیوں کا سرچشمہ ہے اور ممکن نہیں کہ اسکی کہی ہوئی کوئی بات جھوٹی ہو ومن اصدق من اللہ حدیثا۔

لیکن بعض لوگ بدقسمتی سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیاروں کو نظر انداز کرکے اور اپنے خود ساختہ معیاروں پر بھروسہ کرکے یا اللہ تعالیٰ کے فرمودہ معیاروں سے بےخبری کے باعث پیشگوئیوں کی تکذیب کی طرف مائل ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ خدا کے منہ کی باتیں ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اللہ تعالیٰ تو اخلاف وعدہ سے پاک ہے مگر اکثر لوگ اسکی باتوں سے اور اسکے مقرر کردہ معیاروں سے ناواقف ہونے کے باعث تکذیب کی طرف چلے جاتے اور ان صداقتوں کے ماننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا نہایت ضروری ہے کہ انبیاء کی پیشگوئیوں میں غور کرنے کے وقت ان معیاروں کو مدنظر رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کر بیان فرمائے ہیں آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض وعدے اللہ تعالیٰ ایسے رنگ میں پورے کرتا ہے جس سے عام لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ وعدہ غلط نکلا۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معیاروں کے رو سے بالکل صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ جنمیں شبہ کی کچھ گنجائش باقی نہیں ہوتی۔ پس ہمیشہ ظاہری نظر کے ساتھ دیکھ کر جلدبازی سے انکے کذب کا فتوےٰ لگا دینا نہایت خطرناک اور ہلاکت کی راہ ہے۔

اسلئے ضروری ہے کہ کسی پیشگوئی پر غور کرنیکے وقت قرآن کریم کے بتائے ہوئے معیاروں کو پیش نظر رکھ لیا جائے پیشگوئیوں پر بحث کرتے وقت سب سے پہلی بات جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے تمام پہلوؤں پر نظر کر لیجائے اور ہر ایک طرح سے اسکے متعلق واقفیت حاصل کی جائے مثلاً یہ کہ اس پیشگوئی کی بنا کس بات پر تھی۔ اسکے مفہوم میں ظاہراً و باطناً کسقدر وسعت ہے۔ اس پیشگوئی سے اصل مقصد کیا ہے وہ مقصود حاصل ہو گیا ہے یا نہیں ہوا اس پیشگوئی کے لئے کوئی شرط تو نہیں تھی یا اسکے الفاظ سے کوئی شرط تو نہیں سمجھی جاتی جس شخص کے متعلق پیشگوئی ہے اسکے حالات پیشگوئی کرنے کے وقت کیا تھے اور اب کیا ہیں اسکے حالات میں کوئی فرق تو نہیں آگیا۔ غرض کئی طور سے اور کئی پہلوؤں سے اس پر نظر کرنی ضروری ہوتی ہے تا ایسا نہ ہو کہ جلدبازی سے اسکی بیہودہ تکذیب نہ ہو جائے اکثر لوگوں کو اسی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے کہ وہ اصل پیشگوئی پر تو نظر کرتے نہیں اور ان حالات کو دیکھتے نہیں لیکن جلدبازی سے اسکے کذب کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکذبتم بآیاتی ولم تحیطوا بہا علماً یعنے تم نے میری آیات کا علمی احاطہ کر لینے سے پہلے جلدبازی سے کیوں تکذیب کی۔ غرض جب تک علمی احاطہ نہ ہو۔ اسوقت تک کسی پیشگوئی کے متعلق کذب کا فیصلہ کر لینا نہایت خطرناک غلطی ہے۔

دوسری بات جو پیشگوئیوں پر بحث کرتے ہوئے مدنظر رکھنی ضروری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی پیشگوئی کے پورا ہونے کے یہی معنے نہیں ہوتے کہ جس واقعہ کی اس میں خبر دی گئی ہو وہی واقع ہو۔ بلکہ اس پیشگوئی سے جو اصل مقصود ہو اسکا حاصل ہو جانا بھی پیشگوئی کو پورا کر دیتا ہے مثلاً کسی شخص کی نسبت ہلاکت کی پیشگوئی ہو۔ اور وہ پیشگوئی سن کر اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے اور وہ ہلاکت سے بچ جائے تو سمجھو کہ پیشگوئی پوری ہو گئی کیونکہ انذاری پیشگوئیوں سے اصل مقصود ہمیشہ اصلاح ہوتی ہے پس اگر وہ شخص جس کے متعلق پیشگوئی ہو۔ اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے تو اس سے خود اسکی ذات کو بھی فائدہ ہوا۔ اور اور لوگوں کو بھی کیونکہ سعید الفطرت لوگ اس سے بڑی آسانی سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی سے اسکی اصلاح ہو جانا اور اسکا اس پیشگوئی سے متاثر ہو کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی سچی ہے۔ اور اگر وہ ہلاک ہو جائے۔ تو اس سے اگرچہ خود اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ مگر اسکی ہلاکت لوگوں کے لئے کفارہ کا کام دے گی اور اس سے لوگ عبرت حاصل کرینگے۔

غرض اس پیشگوئی سے اصلاح مقصود تھی اور وہ حاصل ہو گئی۔ خواہ کسی طریق سے حاصل ہو گئی۔

یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک انذاری پیشگوئی جس شخص کے متعلق ہوتی ہے اسکے حق میں تو وہ انذاری ہوتی ہے۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے کے حق میں وہ مبشر ہوتی ہے کیونکہ اس سے اسکی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات علاوہ صداقت ظاہر ہونیکے کئی اور نعم پر مشتمل ہوتی ہے اور اگر صرف صداقت ہی ثابت کرنی ہو تو بھی کچھ کم مبشر نہیں ہوتی غرض انذاری پیشگوئی کے دو پہلو ہوتے ہیں جیسے ایک شاعر نے کہا ہے ؎

کذا قضت الایام ما بین اھلہا
مصائب قوم عند قوم فوائد

اس سے معلوم ہوا کہ تبشیری پیشگوئیاں بھی ٹل سکتی ہیں اور اگر کوئی تبشیری پیشگوئی ایسی ہو کہ وہ صرف بشارت پر ہی مشتمل ہو انذاری پہلو اس میں نہ ہو تو بعض اور موانع سے بھی پیشگوئی ٹل سکتی ہے اسکی مثالیں قرآن و حدیث سے بہت پائی جاتی ہیں۔

یہ امر کہ انذاری پیشگوئیوں سے اصل مقصود اصلاح ہوتی ہے قرآن کریم کی کئی آیتوں سے بصراحت ثابت ہوتا ہے مثلاً ایک یہ آیت ہے ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغنی النذر یعنے کامل حکمت کے ساتھ ہم نے انہیں پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عذاب کی خبر تو سنا دی ہوئی ہے مگر اس سے انہوں نے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اور ایک جگہ یوں فرمایا ہے ونخوفہم فما یزیدھم الا طغیانا کبیرا یعنے ہم انہیں عذاب سے ڈرایا تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں لیکن الٹا انہوں نے اور سخت سرکشی اختیار کر لی اور ایک اور جگہ یوں فرمایا ہے وصرفنا فیہ من الوعید لعلہم یتقون او یحدث لہم ذکرا یعنے ہم نے قرآن کریم میں بار بار وعید اسلئے بیان کئے ہیں کہ لوگ تقویٰ اختیار کریں ورنہ پھر تباہ ہو کر لوگوں کے لئے عبرت کا ایک نیا ذریعہ بنیں یعنی وعید کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ جس کے حق میں پیشگوئی ہے وہ ڈر کر پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے اور اگر وہ نہ ڈرے اور کچھ تبدیلی نہ پیدا کرے تو اس صورت میں یہ غرض ہے کہ اسکی ہلاکت سے اور لوگ نصیحت حاصل کریں اسی طرح سے اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے یہ بات نہایت صفائی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے پھر حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا یرد القضاء الا الدعاء یعنی دعا ہی ہے جسکے ذریعہ تقدیر بھی ٹل سکتی ہے۔ رہا یہ کہ آیا تبشیری وعدے بھی ٹل سکتے ہیں یا نہیں تو اسکی نظیریں بھی کئی ہیں حضرت موسیٰ کی قوم کو بتایا گیا کہ ارض مقدس تمہارے لئے لکھی جاچکی ہے لیکن وہ نافرمانی کے باعث چالیس سال تک اس سے محروم کر دئے گئے حدیث شریف میں تو اسکی بہت سی نظیریں موجود ہیں جنکی تفصیل انشاء اللہ کسی موقعہ پر کیجائے گی +

دو اعتراضوں کا جواب

پہلا اعتراض ۔ انجام آتھم کے ۲۱۱ و ۲۲۳ صفحوں میں سلطان محمد داماد احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کو تقدیر مبرم بتایا گیا تھا حالانکہ وہ ابتک زندہ موجود ہے۔

جواب ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی کو تقدیر مبرم فرمایا تھا۔ مگر تقدیر مبرم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے کوئی شرط نہ ہو کیونکہ بعض جگہ حضرت اقدس نے ایک پیشگوئی کو مبرم بتایا ہے اور پھر ساتھ ہی اسکے لیے شرط بھی بیان فرمادی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے کلام میں مبرم کے معنے شرط کے منافی نہیں بلکہ جائز ہے کہ ایک امر ایک طرح سے مبرم ہو اور ایک طرح سے شرطی جیسا کہ حضرت اقدسؑ اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۲ میں چار ہزار روپیہ کے انعامی اشتہار کے صفحہ ۱۱ کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں۔

"اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیں تو وعدہ ایکسال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھادیں تو پھر بھی خدا تعالےٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہ چھوڑیگا۔"

اسجگہ حضور نے وعدہ ایکسال کے لئے صریحاً ایک شرط بیان فرمادی ہے اور ساتھ ہی اسے تقدیر مبرم بھی قرار دیدیا ہے اور ایک شرط کو قائم کرکے باقی ہر ایک طرح کی شرطوں کی نفی کردی ہے کیونکہ اس فقرہ مذکورہ کے معنے سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ اگر آتھم قسم کی شرط پوری کردے تو ایکسال کے اندر اسکی ہلاکت تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھائے تو ایکسال کے اندر اسکا مرنا ضروری نہیں۔ غرض اسجگہ ایک ہی امر کو یعنی ایک سال کے اندر آتھم کی موت کو ایک اعتبار سے تقدیر مبرم قرار دیا گیا ہے اور ایک اعتبار سے شرطی جس سے ظاہر ہے کہ کم از کم حضرت اقدسؑ کے کلام میں تقدیر مبرم میں اور شرط میں کوئی حقیقی منافرت نہیں بلکہ جائز ہے کہ ایک امر ایک طرح سے مشروط ہو اور ایک طرح سے مبرم۔

اب واضح ہو کہ جہاں حضرت اقدس نے اس پیشگوئی کو تقدیر مبرم فرمایا ہے وہاں مبرم کا لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا ہے کیونکہ وہیں حضور نے اسکی شرط بھی بیان فرمادی ہے بلکہ یہ بھی کھولکر بتا دیا ہے کہ جب تک یہ شرط نہیں پائی جائے گی اسوقت تک سلطان محمد پر وعیدی موت ہرگز نہیں آئیگی چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ میں فرماتے ہیں۔

"واعلم ان حرف الفاء علیٰ لفظ فسیکفیکہم اللہ سوالرحمن بعد ذکر تکذیب اہل الطغیان کان اشارۃ الی ان العذاب لا ینزل الا عند التکذیب والعدوان"

(ترجمہ) یاد رہے کہ ظلم و معاصی میں حد سے بڑھنے والوں کی تکذیب کے ذکر کے بعد جو اللہ تعالےٰ نے فسیکفیکہم اللہ فرمایا ہے۔ اور اس جملہ پر حرف فاء داخل کیا ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب تک یہ لوگ تکذیب و تعدی میں بڑھے ہوئے نہیں ہونگے اسوقت تک ان پر یہ عذاب ہرگز نہیں آئیگا۔

اور صفحہ ۲۲۰ میں فرماتے ہیں

"وقد علمت ان ہٰذا الالہام کان لانذار ہٰذہ العشیرۃ وکان الوعید وشرط لتلک الفئۃ"

(ترجمہ) اور تم معلوم کرچکے ہو کہ اس الہام کی اصل غایت و مقصد ان لوگوں کو وعید کے ذریعہ سے ڈرانا تھا اور یہ وعید اور اس وعید کی شرط اس گروہ کے لیے ہی تھی۔

اور صفحہ ۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

"وقد علمت انی اشعت فی ہٰذا الامر اشتہارات ثلاثًا فی الاوقات المتفرقۃ وما کان الہام فی ہٰذہ المقدمۃ الا کان مقترنًا بشرط کما قرأت علیک فی التذکرۃ السابقۃ"

(ترجمہ) اور تمہیں معلوم ہوچکا ہے کہ مینے اس بارہ میں مختلف وقتوں میں تین اشتہار شائع کئے تھے جن میں سے کسی اشتہار میں بھی اس پیشگوئی کے متعلق کوئی ایسا الہام نہیں ہے جسکے ساتھ شرط نہ ہو جیسا کہ قبل ازیں بھی بتایا جاچکا ہے۔

اور صفحہ ۲۲۴ میں فرماتے ہیں

"فسینزل امر اللہ اذا رای انہم یتزایدون وما کان اللہ ان یعذب قومًا وہم یخافون"

(ترجمہ) سو جب اللہ تعالےٰ دیکھیگا کہ یہ لوگ تکذیب و استہزاء میں بڑھتے جاتے ہیں تو اسوقت یقیناً بہت جلد ان پر عذاب موجود آجائیگا اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالےٰ ایسے وقت میں کسی قوم پر عذاب بھیجے کہ وہ ڈرتے ہوں۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۰ میں فرماتے ہیں۔

"فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اسکے بعد جو میعاد خدا تعالےٰ مقرر کرے اگر اس سے اسکی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں ورنہ اے نادانو! صادقوں کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کہ روسیاہی کے ساتھ مروگے۔"

اور پھر اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جبتک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کردے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔"

اسجگہ حضرت اقدس نے کھول کر بتادیا ہے کہ جب تک سلطان محمد بیباک ہوکر تکذیب کا اشتہار نہ دے اسوقت تک ممکن نہیں کہ اسپر وعیدی موت آئے یعنی وہ میری زندگی میں مرے۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ سلطان محمد اسوقت تک بھی غیر احمدی ہے پس جب ان مکذب مولویوں سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ سلطان محمد سے مکذبانہ و بیباکانہ اشتہار دلاؤ تو انکو چاہئے تھا کہ فی الفور اس سے ایسا اشتہار دلاتے۔ اور اگر سلطان محمد پیشگوئی کی صداقت و عظمت کو معلوم نہیں کرچکا تھا۔ بلکہ وہ مکذبین و مستہزئین اور بیباکوں میں ہی شامل تھا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ایسے شخص کو کاذب ثابت کرنے کیلئے جسنے اسکی ذات کے متعلق ہلاکت کی پیشگوئی کی ہوئی تھی اور پھر یہ بھی پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ تمہاری بیوی تمہاری ہلاکت کے بعد میرے نکاح میں آئیگی اور نیز اسکا دعوے تھا کہ تمہارا خسر احمد بیگ بھی میری ہی پیشگوئی سے ہلاک ہوا ہے اور جس کے جھوٹا ثابت ہونے سے ان لوگوں کے مذہب کی صداقت ثابت ہوتی تھی اپنے ممتاز و محترم علماء کے کہنے پر بھی کوئی اشتہار نہ دیتا۔ اب جبکہ ان مولویوں نے اور سلطان محمد نے ملکر پیشگوئی کی صداقت پر اپنے ہاتھوں سے مہر لگادی اور اپنے اوپر اقبالی ڈگری کرالی تو اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس پیشگوئی کی صداقت پر حرف رکھے۔

دوسرا اعتراض ۔ اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء میں نکاح والی پیشگوئی کو بھی تقدیر مبرم بتایا گیا تھا۔ پس سلطان محمد خواہ مرتا یا نہ مرتا بہرحال نکاح والی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری تھا جو پوری نہیں ہوئی۔

جواب ۔ پہلے اعتراض کے جواب میں بتایا جاچکا ہے کہ معترض نے تقدیر مبرم کے معنے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور حضرت اقدس کے کلام مبارک میں اس اصطلاح کے جو معنے ہیں اور جو تفصیل بتائے جاچکے ہیں۔ اب صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے

کہ معترض نے جس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں بھی تقدیر مبرم سے مراد ایسی تقدیر ہرگز نہیں جس کے ساتھ کوئی شرط نہ ہو کیونکہ حضرت اقدس ع کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۲۱۶ و ۲۱۷ میں فرماتے ہیں

"فبیانہ ان اللہ خاطبنی فی عشیرتی المعتدین وقال کذبوا بآیاتی وکانوا بہا مستہزئین۔ فسیکفیکہم اللہ ویردھا الیک۔ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید فاشار فی لفظ فسیکفیکہم اللہ۔ الی انہ یرد بنت احمد الی بعد اہلاک المانعین وکان اصل المقصود الاہلاک وتعلم انہ ھو الملاک۔ واما تزویجہا ایای فہو لاعظام الآیۃ فی عین المخلوقات بادراج المشکلات المعضلات او لحکم اخری من عالم المغیبات او لرحم علی المصابین والمصابات فانہ یضع المرہم بعد الجرح ویعطی الفرح بعد الترح۔"

(ترجمہ) اور اسکی تفصیل یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے ظالم اور سرکش رشتہ داروں کے متعلق مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ان لوگوں نے میرے نشانوں کو جھٹلایا اور ان پر ہنسی اڑائی ہے سو اب اللہ تعالےٰ انکا تدارک کریگا اور اسکو تیری طرف پھیریگا اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے سو فسیکفیکہم اللہ کے فقرے میں اللہ تعالےٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ روکنے والوں کو اللہ تعالےٰ ہلاک کر کے اسکے بعد احمد بیگ کی لڑکی کو میری طرف پھیریگا۔ اور اصل مقصود ہلاکت (والی پیشگوئی) ہی ہے اور اسی پر سب دار و مدار ہے۔ اور انکی ہلاکت کے بعد اس عورت کا میرے نکاح میں آنا تو اسلئے ہوگا کہ بعض مشکل نظر آنے والے امور کو اس نشان سے وابستہ کرنے سے اس اصل نشان کی عظمت ظاہر ہو یا عالم الغیب کی طرف سے بعض اور حکمتوں کی بنا پر یا ان پسماندہ مصیبت زدوں پر رحم کرنے کے طور پر کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب وہ کسی کو زخم دیتا ہے تو پھر اسپر مرہم بھی رکھتا ہے اور غم و اندوہ کے بعد خوشی نصیب کیا کرتا ہے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ نکاح والی پیشگوئی نہ صرف موت سلطان محمد پر موقوف تھی بلکہ اصل مقصود ہی سلطان محمد والی پیشگوئی تھی۔ اور نکاح والی پیشگوئی تو محض اس پیشگوئی کے لئے بطور ضمیمہ تھی جس سے غرض اس پیشگوئی کی عظمت ظاہر کرنا تھی پس جب تک اصل پیشگوئی وقوع میں نہ آتی نکاح والی پیشگوئی کیونکر ظہور میں آتی۔

بعض لوگ اسجگہ یہ وہم پیش کیا کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا الہامی فقرہ لا تبدیل لکلمات اللہ ظاہر کرتا تھا کہ پیشگوئی اٹل ہے پس گو مبرم کے معنے میں شرط کا احتمال ہے لیکن اس الہام میں تو کسی اور احتمال کی گنجائش نہ تھی۔ پس پیشگوئی پوری کیوں نہ ہوئی۔

سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ پیشگوئی اپنی تمام شرائط کے ساتھ نہایت اصفی طور پر پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کی اصل غرض یہ تھی کہ یہ لوگ تکذیب و استہزاء اور تعدی سے باز آجائیں ورنہ انہیں ہلاک کر کے دختر احمد بیگ حضور کی طرف لائی جائے سو جب وہ لوگ اصل بنائے وعید کو ہی چھوڑ بیٹھے تو پیشگوئی کی صداقت ثابت ہو گئی اب اگر باوجود انکی تبدیلی کے بھی انپر موعود عذاب آجاتا تو اس سے تو پیشگوئی کی صداقت مشتبہ ہو جاتی کیونکہ عذاب کی بنا پیشگوئی میں تکذیب و استہزاء پر بتائی گئی تھی پس جب وہ بنا ہی نہ رہی تو پھر بھی اگر عذاب آجاتا تو اس سے اس پیشگوئی کا یہ دعوےٰ غلط ثابت ہوتا کہ عذاب کی بنا تکذیب و استہزاء پر تھی اور اس طرح سے پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوتی۔ غرض یہ سراسر غلط ہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی بات نہایت صاف طور پر پوری ہو گئی اور سچائی ظاہر ہو گئی فالحمد للہ علیٰ ذلک

بعض لوگ یہ وسوسہ بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ جب سلطان محمد احمدی نہیں ہوا تو اس سے عذاب کیوں ٹل گیا؟

سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی کی بنا صرف نہ ماننے پر نہیں تھی بلکہ تکذیب و استہزاء پر تھی جیسا کہ الہام خود ظاہر کر رہا ہے اگر اسکی بنا نہ ماننے پر ہوتی تو اس صورت میں ان چند آدمیوں کی کوئی خصوصیت نہ تھی جس قدر لوگ نہیں مانتے سب کے متعلق یکساں پیشگوئی ہوتی حالانکہ پیشگوئی خصوصیت سے انکے متعلق ہوئی تھی۔

پس اس سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی کی اصل بنا نہ ماننے پر نہ تھی بلکہ تکذیب و استہزاء پر تھی۔ پس جس امر پر پیشگوئی کی بنا ہی نہیں۔ اسکے موجود ہونے یا نہ ہونے کا ذکر ہی عبث ہے جب اصل بنا تکذیب و استہزاء و اعتداء پر تھی اور یہ باتیں اس گروہ میں اب نہیں رہیں تو پھر اعتراض کی کونسی گنجائش ہے۔ علاوہ اسکے واضح ہو کہ نہ ماننے کی سزا بعد الموت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ اس عالم کے ساتھ انکے عدوان کی سزا اللہ تعالےٰ دنیا و عقبےٰ دونوں میں دیتا ہے پس یہ وعید شرارتوں پر مبنی تھا نہ کہ نہ ماننے پر۔ اور یہ دنیوی عذاب ادنیٰ رجوع سے بھی ٹل سکتا ہے جیسا کہ فرعونیوں نے حضرت موسیٰ ع کو ساحر کے نام سے پکار کر دعا کی درخواست کی تھی تو بھی اس تھوڑے سے رجوع کی وجہ سے ان سے عذاب ٹال دیا گیا پس جبکہ یہ لوگ غیر معمولی طور پر اصلاح کی طرف آگئے تو سنت اللہ کے موافق انہیں عذاب کے پیالہ سے رہائی دی گئی

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ الہامی فقرہ زوجناکہا ظاہر کرتا ہے کہ آسمان پر نکاح ہو چکا ہوا تھا لیکن زمین پر اسکا ظہور کیوں نہ ہوا سو اسکا جواب یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں علی العموم ماضی کا صیغہ مستقبل کے معنے دیتا ہے یہ بھی پیشگوئی ہی ہے اور اسکے معنے یہ نہیں کہ نکاح ہو چکا ہوا ہے اور چونکہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے اور وہ شرط وقوع میں نہیں آئی اسلئے نکاح بھی وقوع میں نہیں آیا پس اسپر اعتراض کرنا نادانی ہے۔

اسجگہ اس بات کا ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پیشگوئی پر اعتراض کرنیکا حق اگر ہو سکتا تھا تو سلطان محمد اور اسکے متعلقین کا ہو سکتا تھا مگر وہ تو ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے نہ برخیزد۔ بلکہ کئی انمیں سے حضرت اقدس کی غلامی میں داخل ہو چکے ہیں۔

اور سلطان محمد اگرچہ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہے تاہم حضور کی نسبت بہت حسن عقیدت رکھتا ہے چنانچہ اسکا ایک خط اسجگہ نقل کیا جاتا ہے جس کا عکس رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۵ نمبر ۳ میں چھپکر شائع ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"السلام علیکم۔ نوازش نامہ آپکا پہنچا۔ یاد آوری کا مشکور ہوں میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک۔ بزرگ۔ اسلام کا خدمتگزار شریف النفس۔ خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔ اور مجھے انکے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ افسوس کرتا ہوں کہ چند ایک امورات کی وجہ سے انکی زندگی میں ان سے شرف حاصل نہ کر سکا۔ نیاز مند سلطان محمد"

فالحمد للہ الذی نصر عبدہ وانجز وعدہ وجعل آیۃ للمومنین ورجعۃ علی الکفرین۔ (خاکسار محمد اسماعیل احمدی از قادیان)

ملک گوا کے دلچسپ حالات

خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب ایک نہایت مخلص اور پُرجوش احمدی ہیں۔ احمدیت سے پہلے آپ پیر تھے۔ اور آپکے بہت سے مُرید تھے جو علاقہ بمبئی اور حیدرآباد میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کو احمدیت عجیب طرح سے نصیب ہوئی۔ ایک دفعہ آپکے بعض مریدین نے آپ کو ایک مخلص احمدی چودہری نواب علی صاحب کے ساتھ مباحثہ کے لئے آمادہ کیا یہ واقعہ شہر بمبئی کا ہے۔ ایک دن تو مباحثہ ہُوا اور آپ بحث کرتے رہے مگر گھر پر جاکر طبیعت میں بہت جوش پیدا ہوا کہ میں ناحق کیوں صداقت کا مقابلہ کرتا رہا۔ اور کچھ دن کے غور و فکر کے بعد آپنے احمدیت قبول کرلی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ مُریدوں نے چھوڑ دیا۔ اور اب ایک دو سال سے علاقہ بمبئی میں بغرض تبلیغ دورہ کرتے ہیں۔ اور باوجود لوگوں کے تکلیف دینے کے استقلال سے اپنا کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپنے ایک مفصل خط اپنے حالات اور اپنے سفر کے بعض تجارب کے متعلق لکھا ہے۔ اس خط میں سے علاقہ گوا کے دلچسپ حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن سے احباب کو معلوم ہوگا کہ اسوقت مُسلمانوں کی حالت کیسی رَدّی ہوگئی ہے اور وہ کس درجہ نیچے گر گئے ہیں۔ آپ کی تجویز ہے کہ گوا میں سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کا کام شروع کیا جائے۔ لیکن چونکہ گوا کا علاقہ گو ہندوستان میں ہے، مگر حکومت پرتگیز کے ماتحت ہے۔ جس کے قوانین کا حال ذیل کے واقعات پڑھکر ناظرین کو معلوم ہوجائیگا۔ اسلئے فوراً اس کام کو شروع نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے پہلے حکام سے خط و کتابت کرنی پڑے گی یا کوئی خاص طور پر ہوشیار آدمی وہاں بھیجنا ہوگا۔ اسلئے سردست اسپر غور ہورہا ہے کہ کس طرح وہاں تبلیغ شروع کیجائے مگر ان سب کاموں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور افسوس ہے کہ پچھلے دو ماہ سے ترقی اسلام کے چندہ میں بہت کمی آگئی ہے۔ اُمید ہے کہ احباب جلد اس کمی کو پورا کرکے تبلیغ کے کام میں نقص نہ آنے دینگے۔

ملک گوا کے قبلہ رُخ پر دریا اور مشرق رُخ پر سرحد ضلع بیل گاوں اور سیلی اور شمال رُخ پر سرحد ضلع رتناگری اور جنوب رُخ پر سرحد ضلع کاروار ہے۔ ملک گوا پرتگیز کا ہے۔ اور گوا میں تین شہر بڑے ہیں۔ اوّل پنجی جہاں پرتگیزیوں کی چھاونی ہے۔ اور گورنر رہتا ہے۔ دوسرے مارم گوا جہاں دساوری اگبوٹیں آتی ہیں۔ اور صدر مرہٹا ریلوے کا اسٹیشن بھی ہے۔ تیسرے مورگاؤں یہ گوے کی بڑی تجارتی منڈی ہے۔

پرتگیز میں چند روز سے حکومت جمہوری ہونے سے گوے کے برہمن پارلیمنٹ میں گھس گئے ہیں جسکی وجہ سے زیادہ آرام کرستانونکو ہے اور اب کسی قدر آرام میں ہندو شریک ہیں مگر مُسلمان لوگ سخت مُصیبت میں مُبتلا ہیں۔

مُسلمان گوے کے علاقہ میں بہت سے ہیں جن سے گاؤں کے گاؤں آباد ہیں جیسے بیطول۔ کانکون۔ کوکاڑی۔ مہاسیل۔ سانگا۔ فونڈا۔ خوشمن۔ ڈیچولی۔ اربا۔ کونڈا۔ انجونا۔ اور سب جگہ [illegible] بارہویں مسجد پنجی میں ہے۔ فونڈے میں مسلمانوں کے قاضی رہتے ہیں جن کے ماتحت بہت سی زمین ہے۔ مگر علم ندارد اور کوئی مسلمان ان کے فرمان میں نہیں۔ مسلمانوں کے تفرقہ کے باعث بہت سی جگہ کی مساجد کو سرکاری قفل لگا ہوا ہے جب تک وہ ملکر عرض نکریں۔ کھل نہیں سکتی ہیں۔ اور بہت سی مسجدیں ایک ہی شخص کے سپرد ہیں جس سے تمام ناراض ہیں۔ مگر سرکار میں کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اور اس کو سرکار مسجد کا مالک تصور کرتی ہے۔

گودے میں مُسلمان۔ پلٹن۔ پولیس۔ ریلوے میں ساہوکار کے ملازم۔ مزدور۔ بیوپاری زمیندار ہیں مگر بڑے افسر تو پرتگیز ہیں اور معمولی افسر کرستان اور برہمن ہیں

گودے کے مسلمانوں کو پرتگیز کے قانون تک معلوم نہیں۔ صرف وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور شاذ و نادر نمازی بھی ہیں مگر سخت بدعت پرست اور متعصب ہیں۔

گودے میں میمنوں کا اچھا بیوپار ہوتا ہے اور وہ کسی قدر پرتگیز کے قانون سے واقف ہیں۔ پنجی کی مسجد انہیں لوگوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اب ان میں بھی جھگڑا ہوکر دو جماعتیں ہوگئی ہیں۔ سال گذشتہ میں وہ جھگڑے کا حال الفضل میں شائع ہونے کے اور حاجی حبیب وارنڈ کے نام پر اخبار الفضل جاری ہونے کے لئے عرض کیا تھا مگر نہ معلوم کس مصلحت سے پذیرانہ ہوا یا وہ عریضہ حضور کو پہونچا بھی یا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

گودے میں قانونی اندھیر ایسا ہے کہ پرتگیز کے دشمن رانا لوگ (جو ساونت واڑی راجہ کے قرابت دار مانے جاتے ہیں) گودے میں ڈاکے اور لوٹ کرنے سے سرکار پرتگیز کے دشمن مانے جاتے ہیں مگر سرکار پرتگیز سے انکی گرفتاری غیر ممکن ہے۔

گودے میں کسی کے مذہب کا خیال ولحاظ نہیں ہوتا ہے۔ اور کوئی وعظ کیرتن۔ بھجن۔ مجلس مولود کھلم کھلے طور پر نہیں کرسکتا۔ اور راستوں پر آدمی جمع نہیں ہوسکتے۔ یہاں پادریوں کے بڑے مزے ہیں۔ اب کسی قدر آریہ سماج والے گھس رہے ہیں۔

یہاں کسی قسم کی دکان یا ہنر کا کام بجز سرکاری لیسنس کے کوئی نہیں کرسکتا احقر نے گوے میں دوا کا کام کرنے کی بہت کوشش کی مگر پرتگیزی ڈاکٹری پاس ہونے کے سوا کوئی حکیم یا ڈاکٹر یا وید کام نہیں کرسکتا۔ وعظ کرنے کے لئے بھی اوّل مسلمانوں کی رضامندی اور بعد سرکار کی اجازت ہونی چاہیئے جب کہیں بقید تاریخ و معین اوقات بیان کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

یہاں کے کرستان بھی اپنے عیسوی مذہب سے پورے واقف نہیں اور اپنے پادریوں سے خفیہ ہندوں سے زیادہ بُت پرستی کرتے ہیں اور کوئی سائیں یا فقیر جاوے تو لوگوں سے چھپکر اس کے بھی پیر پڑتے ہیں اور تعویذات طلب کرتے ہیں۔ اکثر دھوکے باز لوگ اس ملک میں خفیہ طور پر دوا سازی تعویذ فلیتے کر کے روپیہ کماکر لیجاتے ہیں۔

اگر گودے میں باجازت سرکار پرتگیز پرتگیزی اور کرستانوں کی زبان میں تبلیغ ہو تو احقر کا خیال ہے کہ گودے کے ہندو اور کرستان سب سے زائد اور جلد احمدی ہوجائینگے۔ احمدی ہونے میں سبقت یہاں کے کرستان لے جائینگے اور دوسرے درجہ میں ہندو اور تیسرے درجہ میں مسلمان رہینگے بشرطیکہ پرتگیز سرکار تعصب نکرے اور پادریونکی سازش پر کان نہ رکھے اور بجز اجازت سرکار گودے میں کچھ ہونا مشکل امر ہے۔ اور اگر اللہ چاہے۔ تو برٹش گورنمنٹ کے علاقے میں اشاعت اسلام کافی ہوسکیگی۔

اگر کوئی مبلغ احمدی پہنچے تو احقر ہمراہ رہکر جمعہ کو جو کھلی مسجدیں ہیں اسمیں صرف مسلمانونکو دعوت کرواسکتا ہے مگر یہاں بازار میں کھڑے ہوکر عام تبلیغ کرنے سے بہت فائدہ ہوگا اور کرستان بہت جلد بے انتہا احمدی مسلمان ہوجاوینگے۔ اگر حضور اس طرف باذن الٰہی پرتگیز سرکار سے خط و کتابت کرکے انتظام فرمادیں تو ایک انجمن صرف گودے میں قائم ہوجاوے تو چھیوں اضلاع متذکرہ بالا کو کافی ہوگی۔ حکومت گوا کے عجیب قوانین ہیں اگر کسی کو دو ماہ کی سزا ہو ایکماہ گذار کر اس کا کوئی خویش یا برادر اس کو چھوڑا کر خود قید ہونے کی درخواست ایکماہ بقیہ کی کرے تو سرکار قبول کرلیتی ہے۔

اگر کسی کو ایکماہ کی سزا ہو اور باہر کوئی ضمانت اس کو قید ختم ہونے کے بعد نملے اور کوئی باہر والا اس کی رہائی کی درخواست نہ کرے تو عمر بھر قید رہتا ہے۔

گودے میں جو فریادی ہو اوّل وہ پکڑا جاتا، بعد میں مدعا علیہ پکڑا جاتا،

اور تا بہ تصفیہ دونوں قید رہتے ہیں اور سرکار شہادتیں طلب کر کے شہادت پر تصفیہ کرتی ہے۔ چور کو تو برسوں کی قید سے کم سزا نہیں ملتی۔ مہینوں اور دنوں کی قید نہیں ہوتی۔ اسلئے چوری گووے میں کم ہوتی ہے۔

گووے میں شراب۔ سینڈی۔ چاء۔ تمباکو۔ نمک۔ گانجہ۔ افیون کا استعمال بے حد ہے ❊

گووے میں کوئی زمین دس روپے کی بھی فروخت کرے تو سرکار میں پانسو روپیہ بھرنا چاہیئے۔ اور کوئی دس روپے سے لیکر دس لاکھ کی بھی زمین فروخت کرے تو بھی سرکار میں پانسو روپے ہی داخل کرنے پڑتے ہیں۔ جب کہیں زمین فروخت ہوتی ہے۔

گووے میں کسی وقت افغانوں نے شاہی گرجا میں چوری کی تھی۔ اس وقت سے افغانوں کو گووے میں نہیں آنے دیتے ❊

دعوت الی الخیر
واعظوں کے ذریعے سے تبلیغ

جسقدر لوگ اسلام سے ناواقف اور لاعلم ہیں۔ ان کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ کون نہیں جانتا ہے کہ اکثر لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن وہ اِتنا بھی نہیں جانتے کہ اسلام ہوتا کیا ہے اور مسلمان اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اسلام کے فرائض سے وہ ناواقف ہیں۔ اسلامی عبادات وہ نہیں جانتے۔ شریعت کے احکام کی انکو خبر نہیں صرف رسمی طور پر وہ مسلمان کہلاتے ہیں اور اسی کو اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کی ایسی حالت کے ہوتے ہوئے کیا ہم لوگوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ دین اسلام کو سیکھا اور سمجھا ہے یونہی بیٹھے رہنا چاہیئے اور وہ لوگ جو گمراہی اور ہلاکت کے کنارہ پر پہنچ چکے ہیں انہیں بچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا ایسا کرنا ہمارے لئے شرم کا مقام نہیں ہے ضرور ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے سچے دین کے سمجھنے کی توفیق دی ہے۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایسے عظیم الشان انسان کو ہمارا راہ نما بنایا ہے تو کیا ہم پر فرض نہیں ہے کہ ان لوگوں کو جو سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ دکھائیں۔ اور ان کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے مبعوث ہوئے ہیں اور ضرور ہوئے ہیں اور اگر ہم سچے معنوں میں آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور ہیں تو یہ ہمارا اوّلین فرض ہے کہ وہ لوگ جو دین سے بیگانہ اور ناآشنا ہیں۔ ان کو دین سے واقف اور آشنا کریں۔ اور وہ جن کے دل بیمار ہیں ان کا علاج کریں اسمیں شک نہیں کہ نادان مریض اپنے مشفق معالج کو اپنا دشمن سمجھکر بعض اوقات اسکی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن وہ معالج جسے مریض سے کسی قسم کے اجر کی توقع نہ ہو۔ اور جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے علاج کرتا ہو وہ ان تکالیف سے کبھی نہیں گھبراتا بلکہ اس کو جس قدر مریض کیطرف سے زیادہ تکالیف پہنچتی ہیں وہ اسی قدر اس کو مرض میں زیادہ مبتلا سمجھ کر اپنے علاج میں بیش از بیش کوشش کرنی شروع کر دیتا ہے اور اپنی ہمدردی اور شفقت کو اسکے لئے اور زیادہ وسیع کر دیتا ہے بالآخر جب وہ مریض صحتیاب ہو جاتا ہے تب اسے اپنے معالج کے احسانات کا پتہ لگتا ہے اور پھر وہ اس کا دل و جان سے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ یہی حال ان روحانی بیماروں کا ہوتا ہے۔ ان کو بھی جب خدا تعالیٰ کا کلام سنایا جاوے اور نقصوں سے انکو مطلع کیا جاوے۔ اور اصلاح کیطرف متوجہ کیا جاوے تو بجائے اس کے کہ وہ بتانیوالے کے شکر گذار ہوں اسے اپنا دشمن سمجھ کر درپئے آزار ہو جاتے ہیں مگر وہ واعظ اور مبلغ جس کے پیش نظر ان اجری الا علی اللہ ہو اور جو محض اپنے مولا کی رضامندی چاہنے کے لئے ابلاغ حق کا فرض ادا کر رہا ہو وہ ہر قسم کی تکالیف اور روکاوٹوں کے حائل ہونے سے اپنی سعی کو دوبالا کر دیتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ بیماری سخت ہے اسلئے مجھے بھی زیادہ تندہی سے اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ آخر کار لا اضیع عمل عامل کے ماتحت وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی کوشش کو اپنے فضل سے ٹھکانے لگا دیتا ہے ❊

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کی جہاں یہ غرض تھی کہ دنیا کے ہر گوشہ کی سعید روحوں کو صراط مستقیم پر چلایا جاوے وہاں یہ بھی تھی کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" یعنے وہ مسلمان جو صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ انکو صحیح معنوں میں مسلمان بنایا جاوے۔ مولوی احمد بخش صاحب واعظ کے خط سے جو تحصیل پٹھانکوٹ میں دورہ کر رہے ہیں معلوم کر کے کہ گاؤں کے گاؤں پھر جاؤ۔ تو بھی کوئی نمازی دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ ہی کوئی نماز پڑھنی جانتا ہے۔ ہمیں اپنی اس غفلت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے جو کہ اس وقت تک ہم نے تبلیغ سلسلہ میں برتی ہے تحصیل پٹھان کوٹ کسی دور دراز ملک کا کوئی غیر آباد اور دشوار گذار حصہ نہیں ہے۔ جہاں کی ایسی حالت معلوم کر کے ہمیں اپنی سستی پر پردہ ڈالنے کی کوئی وجہ مل سکے۔ بلکہ اسی ضلع کی ایک تحصیل ہے جہاں خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کا نزول ہوا ہے اور پٹھانکوٹ کی زمین اور قادیان کی پاک زمین کی وابستگی میں کوئی بھی روک حائل نہیں ہے تو اسقدر قریب بسنے والے لوگوں کی یہ حالت ہونا اور پھر انکی خبر گیری نہ کرنا ہمارے لئے بہت افسوسناک بات ہے۔ انجمن ترقی اسلام جس کی بنیاد ہمارے مطاع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے دست مبارک سے رکھی ہے اور جس کا کام مُردہ اسلام کو زندہ کرنے کی کوشش کرنا ہے ابھی اپنے ابتدائی مراحل کو طے کر رہی ہے اس نے تمام علاقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حصہ رسدی سے ضلع گورداسپور کے علاقہ میں دو واعظوں کا تقرر کیا ہے اور اس سے بڑھ کر موجودہ حالت میں سلسلہ تبلیغ کو اس علاقہ میں وسعت دینا مشکل امر ہے اور جب تک احمدی صاحبان اس انجمن کو اسقدر مضبوط اور وسیع نہ بنائیں گے کہ یہ ہر ایک علاقہ میں حسب ضرورت واعظ بھیج سکے اس وقت تک اسی انتظام پر اکتفا کرنا ہوگا۔ ان دو واعظوں میں سے جو اس علاقہ میں تبلیغ کیلئے مقرر ہوئے ہیں ایک مولوی احمد بخش صاحب ہیں وہ اس علاقہ کی حالت کو زیر نظر رکھ کر لکھتے ہیں کہ جہاں جاتا ہوں اول اوّل انہیں نماز سکھاتا ہوں اور نماز پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں اور شریعت کے بڑے بڑے احکام سے انکو آگاہ کرتا ہوں۔ اسی ذیل میں انہوں نے احمدیت سے بھی ان لوگوں کو آگاہ کرنا شروع کر دیا ہے اور لکھتے ہیں کہ چند آدمی احمدی ہونے کیلئے تیار ہیں جو کہ انشاء اللہ عنقریب سلسلہ میں داخل ہو جائینگے اس سے امید ہو سکتی ہے کہ تبلیغ میں اگر کوشش سے کام لیا جائے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کامیابی کے راستے کھول دیگا ❊

انجمن ترقی اسلام کے ایک اور واعظ مولوی عبد الاحد صاحب ہیں جو اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے لوگوں کے لئے بہت عمدہ نمونہ ہیں۔ بنگال کے علاقہ میں سلسلہ کی تبلیغ کے لئے وہ دورہ کر رہے ہیں اور ہر ہفتہ انکے وعظ اور نصیحت سے چند آدمی احمدی ہو جاتے ہیں گذشتہ دو ہفتوں میں تیرہ ۱۳ آدمی ان کے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں اور اس وقت خدا کے فضل سے اس علاقہ کے احمدیوں کی تعداد پانچ سو تین ۵۰۳ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سے اسوقت تک ایک سو تین ۱۰۳ آدمی نئے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ترقی کی رفتار برابر جاری ہے ایک گاؤں کے سب رجسٹرار صاحب نے مولوی صاحب موصوف سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے گاؤں میں جلسہ کروائینگے امید ہے کہ جلسہ بھی بہت مفید ثابت ہوگا ❊

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

پارہ تیسواں - سُورۃُ الانشراح

بقیہ رکوع اوّل

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے۔ کہ ایک تو تمہارا یہ کام ہے۔ کہ لوگوں کو محنت اور کوشش سے ڈوبنے سے بچاؤ۔ لیکن جب ان کی تعلیم سے کوئی وقت تمہارا بچے۔ اور تم فارغ ہو جاؤ۔ تو فانصب بڑی کوشش میں لگ جایا کرو۔ مومن کا وقت کبھی لغو اور بے ہودہ کاموں میں ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلعم کو فرماتا ہے۔ کہ دنیا کی ہدایت کرو۔ لیکن جب تمہارے پاس سے لوگ چلے جائیں۔ تو پھر یہ نہیں۔ کہ تم فارغ بیٹھ رہو۔ بلکہ اپنی روحانی ترقی کے لیئے۔ لوگوں کی ہدایت کے لیئے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیئے دُعائیں مانگا کرو۔

وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ اور پھر جب ہم نے تم کو یہ نظارہ دکھایا ہے۔ کہ لوگ تمہارے پاس کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور ہم نے تمہاری مشکلات کے پردوں کو ہٹا دیا ہے۔ تو تم اپنے رب کی طرف جس نے تم سے ایسے انعامات کا وعدہ کیا ہے جھک جاؤ۔

سُورۃُ التین

۲۷ - جون ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پچھلی دو سورتوں والضحیٰ اور الم نشرح میں تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ دیکھو ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کس قدر اعلیٰ مدارج دیئے اور کس طرح ہر لحظہ اور ہر گھڑی ترقی دیکر عظیم الشان مدارج پر پہنچایا ہے۔ اور یہ بتایا۔ کہ آپ کی ترقیات اس قدر وسیع ہیں۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوگا جس میں آپ کی ترقی نہ ہوتی رہیگی۔ یہ بات اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہے مثلاً حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت مسیح علیہم السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی ہیں۔ لیکن آج ان کے اصلی متبعین میں سے ہمیں کوئی نظر نہیں آتا۔ اور جو اپنے آپ کو ان کے متبع بتاتے ہیں۔ ان میں ایسے صالح اور پرہیزگار نہیں ہیں۔ کہ جن کی نسبت یہ سمجھا جائے۔ کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور جن کا اجر حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مسیحؑ کو ملتا ہے۔ اس وقت کوئی صلحا اور نیکو کاروں کی جماعت ان کی اُمتوں میں نہیں رہی۔ جو کہ ان پر درود بھیجتی ہو۔ اور جس سے ان کے مدارج میں ترقی ہو رہی ہو۔ اس لیئے اب انکے مدارج میں ترقی نہیں ہو رہی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے یہ خاص بات ہے۔ کہ آپ کی اُمّت میں قیامت تک ایسی جماعتیں ہوتی رہیں گی۔ جو کہ آپ پر درود بھیجیں گی۔ اور آپ کے مدارج بڑھتے رہیں گے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں بعض ایسی باتیں رکھ دی ہیں۔ کہ جن سے پہلے نبیوں اور صلحا کی بھی عزت اور توقیر قائم ہے۔ ابھی ہم جو "ابراہیم" علیہ السلام یا "موسیٰ" علیہ السلام یا "مسیح" علیہ السلام کہتے ہیں۔ تو ان سے تو ہمارا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے انکی نسبت علیہ السلام کہتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمیں توفیق ملی ہے۔ اس لیئے ایسا کہتے ہیں۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُنپر احسان ہے۔

پچھلی سورتوں میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ہمارے رسول کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہیگی۔ اور ہر آنیوالی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی۔ اب اس سورہ میں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ ہم نے جو اسباب اپنے رسول کی ترقی کے بتائے ہیں۔ اگر تم لوگ ان سے فائدہ نہ اُٹھاؤ گے اور رسول کی باتوں پر عمل نہ کروگے تو تم پر کوئی انعام نہیں ہوگا۔ اور تم تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور اس بات کے شواہد پیش کیئے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۝ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝ تین اور زیتون اور طور سینین اور اس مکہ امن والے شہر کی ہم قسم کھاتے ہیں اور ان کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں + کس بات کی شہادت پر؟

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ اس بات کی شہادت پر۔ کہ انسان کو جو ہم نے پیدا کیا ہے۔ تو نہایت اعلیٰ درجہ کا پیدا کیا ہے۔ اور اس سے بہتر کوئی پیدائش ہے نہیں۔ کوئی کہے۔ کہ بعض انسان ایسے گندے اور خبیث ہوتے ہیں۔ کہ جن کی کوئی ہستی ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر یہ ایسے ناپاک اور پلید پیدا ہی نہ ہوتے۔ تو اچھا ہوتا۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۝ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ پیچھے کی بات ہے۔ ہم نے انسان کو ایسا پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کی شرارتوں اور خباثتوں کی وجہ سے ہم نے اس کو نچلے سے نچلے درجہ میں ڈال دیا ہے۔ ورنہ اس کی پیدائش ایسی نہ تھی۔ اور نہ اس میں کوئی نقص تھا۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) یہ کہ انسان کے اندر ایسے قویٰ ہیں۔ کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تک ترقی کرسکتا ہے۔ (۲) یہ کہ شریر انسان خود ہی اپنے آپ کو ذلیل کرکے تباہ ہوجاتا ہے۔ اسکی شہادت میں اللہ تعالیٰ تین گواہ پیش کرتا ہے۔ (۱) والتین والزیتون تین اور زیتون کی شہادت اسطرح ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کے عیسائیوں کے نزدیک دو عظیم الشان معجزے ہیں۔ اور عیسائی انپر بڑا زور دیتے ہیں۔ دوسرا یروشلم دو پہاڑوں پر واقعہ ہے۔ ان میں سے ایک کا نام تین اور دوسرے کا نام زیتون ہے کیونکہ انپر تین و زیتون کے باغ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ یروشلم کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ (۲) طور سینین یہ وہ مقام ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام کو الہام ہوئے۔ اسکو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ (۳) ھٰذا البلد الامین وہ عظیم الشان نشان جو اب موجود ہے یعنی مکہ۔ اسکو بھی خدائے تعالیٰ شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اوّل حضرت مسیح کو پیش کیا کہ دیکھو حضرت مسیح کی کیا ادنیٰ حالت تھی۔ لکھا ہے۔ کہ نجار تھے۔ اب اس زمانہ میں تو یہ پیشہ ترقی کرکے بہت معزز ہوگیا ہے۔ لیکن پہلے ایک رذیل پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ یہی حالت ان کی بھی تھی۔ مگر جب خدائے تعالیٰ کا کلام انپر نازل ہوا۔ تو وہی نجار کھڑا ہوکر کہتا کہ کوئی بادشاہ میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر کرے گا۔ تو تباہ ہوجائیگا انکو کیا عزت ملی۔ اور کیا قدر ہوئی۔ کہ بیانگ بلند کہتے۔ کہ کوئی باشاہ۔ کوئی حاکم اور کوئی زور آور سے زور آور مجھ پر ہاتھ ڈالے گا تو تباہ ہوجائیگا۔ دیکھو یہودیوں نے ہاتھ ڈالا۔ تو ایسے تباہ ہوئے۔ کہ آج تک انکو حکومت نہیں ملی۔ مسیح کو تو اپنا ملک چھوڑکر ہندوستان آنا پڑا تھا۔ لیکن یہودی آجتک اسی جلاوطنی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور ان کو کسی ایک ملک میں جم کر رہنا نصیب نہیں ہوتا۔ اس وقت نہ مسیح خود موجود ہے۔ نہ اس کا کوئی بھائی۔ اور نہ کوئی رشتہ دار ہے۔ اور اس واقعہ کو انیس سو سال ۱۹ سو سال گذر چکے ہیں۔ مگر چونکہ انہوں نے خدائے تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اور وہ زندہ خدا ہے۔ اس لیئے وہ اب تک یہودیوں سے بدلے لے رہا ہے۔ اور انکو اب بھی کسی ملک میں آرام نہیں ہے۔ پھر مسیحؑ سے بڑے درجہ کے انسان موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جو کہ مسیحؑ سے بہت بلند شان رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کا آپس میں وہی تعلق ہے۔ جو مسیح موعودؑ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اللہ تعالےٰ طور سینین میں حضرت موسیٰؑ کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ کہ انکا حال سن لو۔ کہ انکی کسقدر عظیم شان تھی۔ بادشاہ کا ایک آدمی سے کلام کرنا بڑی بھاری عزت سمجھی جاتی ہے۔ ایک اخبار والا بڑے فخر سے لکھتا ہے۔ کہ مجھ سے پندرہ منٹ وائسرائے نے بات چیت کی۔ تو جب ایک انسان کی بات چیت انسان کے لیئے قابل فخر ہوسکتی ہے۔ تو خدائے تعالیٰ سے انسان کا ہمکلام ہونا۔ کس قدر درجہ رکھتا ہے۔ اور پھر یہ نہیں۔ کہ پندرہ منٹ یا بیس منٹ بلکہ تیس راتیں۔ اور پھر دس راتیں اور بڑھا دیجاتی ہیں۔ یہ کیسی ترقی ہے۔ اور کیا اعلیٰ عزت ہے۔

(۳) اور پھر اس مکہ کو لے لو۔ کہاں دو ہزار سال پہلے ابراہیم (علیہ السلام) نے اسکی بنیاد رکھی اور اسمٰعیل (علیہ السلام) کی مدد سے عمارت تیار کی۔ مگر اب تک اس کی کیسی عزت کی جارہی ہے۔ چونکہ اعلیٰ درجہ کے انسان کے ہاتھ اس عمارت کو لگے تھے۔ اسلیئے ایسی بابرکت ہوگئی۔ کہ ہزاروں سال اس پر گذر چکے ہیں۔ مگر خلقت کھنچی چلی آرہی ہے۔ حتّٰی کہ جہالت کے زمانہ میں۔ جبکہ ہر ایک بدی اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ اسوقت بھی کعبہ کی عزت ہی ہوتی رہی ہے۔ لوگ ڈاکے مارتے۔ چوریاں کرتے۔ فسق و فجور پھیلاتے۔ ماؤں سے شادیاں کرلیتے۔ اور طرح طرح کی بدیوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ لیکن کعبہ کی عزت ہی کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لیئے کہ خدا کے ایک بندے کے ہاتھ اسکی اینٹوں اور پتھروں کو لگے ہوئے تھے۔ پھر جب تک عرب کے سردار کے ہاتھ لگے۔ اس وقت تک تو عرب کے لوگ ہی عزت کرتے رہے۔ لیکن جب تمام دنیا کے سردار اسی محمد رسول اللہ صلعم کے ہاتھ لگے۔ تو ہر جگہ کے لوگ اسکی عزت کرنے لگے۔ اور اب تک ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ہر ملک سے لوگ کھینچے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ کیا یہ شہادتیں تمہارے لیئے کافی نہیں۔ کیا ان سے تمھیں معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ ہم نے انسان کو نہایت اعلیٰ درجہ کا بنایا ہے۔ اور اس میں بڑی بڑی طاقتیں رکھی ہیں۔ اگر اسمیں یہ طاقتیں نہ ہوتیں۔ تو ترقی کسطرح کرتا اب ایک تعلیم آتی ہے۔ اگر تم یہ کہو۔ کہ ہم میں اسپر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے۔ کہ قرآن پر عمل کریں۔ تو تمھارے سامنے یہ تین شہادتیں موجود ہیں۔ خود تمھارے گھر میں مکہ موجود ہے۔ ان سے ثابت ہے۔ کہ تم بھی ترقی کرو۔ تو کرسکتے ہو۔ اللہ نے جب ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ اور مسیحؑ کو بڑھا دیا۔ تو تم کیوں نہیں بڑھ سکتے۔ اگر تم ان جیسے کام کروگے۔ تو ہم تمکو بھی بڑھا دینگے۔ تم یہ خیال ہرگز نہ کرو۔ کہ انسان ترقی نہیں کرسکتا۔ ضرور ترقی کرسکتا ہے۔ لیکن جسطرح انسان ترقی کرکے بلند ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر گرتا ہے۔ تو بہت ہی بری طرح گرتا ہے۔ ایک طرف تو انسان ہی ترقی کرکے موسیٰؑ۔ مسیحؑ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن گئے لیکن ایک طرف گر کر ابلیس کی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اب سوال ہوسکتا ہے کہ انسان کسطرح بڑھ سکتا ہے۔ اور گرنے سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ

کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر ایمان لاکر نیک عمل بھی کیئے۔ ان کو ایسا اجر ملیگا۔ جو کہ کبھی نہیں کٹے گا۔ یعنی جو لوگ قرآن شریف اور ہمارے رسول کو مانینگے۔ ان کا ذکر قیامت تک دنیا میں جاری رہے گا۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر دنیا میں رہیگا۔ اور ضرور قیامت تک رہیگا۔ اسی وقت تک حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا نام بھی روشن رہیگا۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا۔

فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ

پس کونسی چیز ہے۔ جو تجھے جھٹلاتی ہے۔ کیا یہ لوگ اتنے واقعات کے دیکھنے کے بعد بھی جزا و سزا کا

انکار کرتے ہیں۔ جزا و سزا کا سلسلہ تو اس دنیا میں بھی جاری ہے۔ جو کہ ان واقعات سے ثابت ہے۔ تو پھر کیوں تجھے لوگ جُھٹلاتے ہیں۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ؏

جو حاکم ہوتا ہے۔ وہ کبھی مجرم کو نہیں چھوڑتا۔ تو خدائے تعالیٰ تو سب حاکموں سے بڑھکر حکم کرنے والا ہے۔ کیا یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم شرارتیں کرتے جائیں گے۔ لیکن ہمیں کوئی پکڑیگا نہیں۔ اور جو لوگ نیکیاں کرتے ہیں۔ انہیں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ خدا ہر ایک کو اس کے کیئے کا بدلہ ضرور دیگا۔

سُورۃ العلق

۲۹ - جون ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ وہ سورہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پہلا انعام نازل فرمایا احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی سورہ نازل ہوئی تھی۔ گو بعض حدیثوں میں اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس سورہ سے خدا کے کلام کے اُترنے کی ابتدا ہوئی ہے بخاری میں بھی ایک بڑی لمبی حدیث ہے۔ جس میں اس سورہ کے نزول کا ذکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بچپن سے جو دین کا جوش اور خدائے تعالیٰ کی محبت رکھی گئی تھی۔ اس کی کوئی نظیر دنیا میں ہمیں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اولیار کسب کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کی محبت حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ لیکن انبیاءؑ میں فطرتاً یہ بات ہوتی ہے۔ تو گویا انبیاءؑ اور اولیار میں یہ بڑا بھاری فرق ہے۔ اولیاء کوشش اور بڑے بڑے مجاہدے کرتے ہیں۔ تاکہ خدائے تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کریں۔ ابوبکر شبلی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں اپنے پاس رات کو لکڑیوں کا گٹھہ رکھ لیا کرتے تھے۔ اور پھر نماز میں مشغول ہوتے۔ جب نماز پڑھتے پڑھتے ذرا توجہ ہٹتی تو اپنے آپ کو لکڑی سے مارنا شروع کر دیتے۔ اور اتنا مارتے کہ وہ لکڑی ٹوٹ جاتی۔ پھر نماز پڑھنے لگ جاتے۔ بعض راتوں کو سارا گٹھا ہی اپنے اوپر توڑ دیتے۔ جنید بغدادی ان کو منع کرتے۔ کہ ایسا نہ کیا کرو۔ تو کہتے۔ کہ آپ جانے دیجیئے۔ مَیں برداشت نہیں کر سکتا کہ جب مَیں اپنے مولا کے سامنے کھڑا ہوؤں۔ تو میری توجہ اور بھی کسی طرف متوجہ ہو۔ تو صوفیاء اور اولیار بڑے بڑے مجاہدوں کے بعد خدائے تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ خدائے تعالیٰ کا ایک جلوہ جو کبھی دیکھ پاتے ہیں۔ تو پھر چاہتے ہیں۔ کہ دوبارہ دیکھیں۔ لیکن وہ جلوہ اس وقت تک دکھائی نہیں دیتا۔ جب تک کہ کامل محبت نہ ہو۔ اور کامل محبت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک کہ کامل اتباع نہ ہو۔ تو مجاہدوں کے ذریعہ کامل اتباع کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک اتباع تو محبت سے پہلے ہوتی ہے۔ اور ایک محبت کے بعد اتباع کی جاتی ہے۔ انبیاءؑ میں پہلے ہی محبت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نہیں جانتا۔ کہ دین کی تبلیغ کیوں کرتا ہوں۔ مَیں بہشت کی امید پر یا دوزخ کے ڈر کی وجہ سے نہیں۔ مَیں تو فطرتاً اس بات پر مجبور ہوں۔ کہ ایسا کروں۔ جس طرح کان سُننے کے لیئے بنایا گیا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ نہ سنے۔ اور آنکھیں دیکھنے کے لیئے بنائی گئی ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ نہ دیکھیں۔ اسی طرح مَیں اس کام کے لیئے پیدا کیا گیا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو قائم کروں۔ جب مَیں خدائے تعالیٰ کی ہستی پر یا اس کے دین پر کسی قسم کا اعتراض سُنتا ہوں۔ تو مَیں اس بات کیلیئے مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ اس کا جواب دوں۔ اور خدائے تعالیٰ کے نور کو دنیا پر ظاہر کروں۔ یہی حالت تمام انبیاءؑ کی ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا۔ پھر انبیاءؑ میں ایک اور بات اولیار سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اولیار کی تو یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ ہمارا تعلق خدائے تعالیٰ سے پیدا ہو جائے۔ لیکن انبیاءؑ صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ اور لوگوں کو بھی خدائے تعالیٰ تک پہنچائیں۔ اس کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی محبت کے ماتحت جو پہلے سے آپ کو خدائے تعالیٰ سے تھی۔ غار حرا میں جاتے۔ اور دعائیں کرتے۔ آپؐ مکہ کے رہنے والوں کی ردّی حالت کو دیکھ کر کُڑھتے اور غمگین ہوتے۔ کہ کس طرح انکی اصلاح ہو سکے۔ اس لیئے خدائے تعالیٰ کے آگے دعائیں کرتے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل کی۔ اور حضرت جبریل نازل ہوئے۔ انہوں نے آپ کو فرمایا۔ اِقْرَاْ پڑھو۔ آپ نے جواب دیا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ مَیں نہیں پڑھ سکتا۔ پھر انہوں نے کہا۔ اِقْرَاْ تو آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ پھر تیسری دفعہ انہوں نے کہا۔ اِقْرَاْ اور ساتھ ساتھ بھینچتے بھی جاتے تھے تو آپ نے یہی پڑھا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آپ کے سامنے کچھ لکھا ہُوا پیش نہیں کیا گیا تھا۔ وہ حدیثیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لکھا ہُوا پیش کیا گیا تھا۔ ان سے ہی یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ اور معتبر حدیثوں میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں آیا۔

حضرت جبریل نے آپ کو کہا۔ کہ اِقْرَاْ یعنی پڑھو۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت جبریل نے کہا۔ کہ جو کچھ مَیں کہتا ہوں۔ وہی تم کہو۔ دوسرے یہ کہ لکھا ہُوا جو تمھارے سامنے ہے۔ اسے پڑھو۔ مَیں نے تو اپنا خیال ظاہر کر دیا ہے۔ کہ لکھا ہُوا نہیں تھا۔ تو اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب لکھا ہُوا نہیں

تھا - تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا ما انا بقارئ کہ میں نہیں پڑھ سکتا - کیونکہ اگر زبانی کہنا ہوتا - تو آپ تو عرب تھے - عربی زبان کے فقروں کو اچھی طرح دوہرا سکتے تھے - لوگوں نے اس کی تحویل کی ہے - کہ حضرت جبرئیل نے آپ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا - تو پھر آپ میں پڑھنے کی طاقت پیدا ہوگئی - لیکن میرے اپنے خیال میں تو یہ آیا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھ گئے تھے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ کلام آیا ہے - اور رسالت نازل ہونیوالی ہے - تو جو انبیاء کا طریق ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کو دیکھتے ہوئے ابتدا میں اس خدمت سے بچنا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ نے یا اسلیئے کہ میں تو عبادت میں لگا ہوا ہوں - خدائے تعالیٰ کسی اور کو ہی چن لے تاکہ مجھے اتنا بڑا بوجھ نہ اٹھانا پڑے - آپ نے حضرت جبرئیل کو ایک پیرائے میں نفی میں جواب دیا - کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں - موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا تھا - کہ میں فرعون کے پاس جانے سے ڈرتا ہوں - لیکن ان کا اور رنگ تھا - انہوں نے کہا - کہ میرے بھائی کو بھیج دیجئے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا - کہ فلاں کو بنا دو - مجھے نہ بناؤ - لیکن ایک پیرائے میں آپ نے انکار بھی کر دیا - کہ میں پڑھ نہیں سکتا - تو یہ کلام کا طرز ہوتا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور ذکر فرمایا کرتے - کہ ایک راجہ کا لڑکا بیمار تھا - اس نے مجھ سے پوچھا - کہ کیا مولوی صاحب میں بیماری میں آم کھا سکتا ہوں - میں نے کہا کہ کیسے آم - اس کا اس نے کوئی جواب نہ دیا - اور چپکا ہو رہا - دو تین دن کے بعد پھر اس نے پوچھا کہ کیا میں آم کھا لوں - تو میں نے کہا - کہ کیسے آم پھر بھی وہ چپکا ہو رہا - آخر چار پانچ دنوں کے بعد وہ آم خراب ہو گئے - اس لیئے پھینک دیئے گئے - اس بات کی خبر جب اس کے باپ کو ہوئی تو اس نے کہا کہ تم نے تو مولوی صاحب کی بات کو ہی نہیں سمجھا - ان کے گھر دو تین ٹوکرے آموں کے بھجوا دینے تھے - تو یہ کلام کرنے کی ایک طرز ہوتی ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رنگ میں انکار بھی دیا اور پھر انکار بھی نہ کیا - موسیٰ علیہ السلام نے صاف انکار کیا تھا - اسلیئے پھر ان کو چالیس دن اپنی قوم سے علیحدہ کر کے دکھا دیا - کہ کیا تم انہیں کے لیئے کہتے تھے - کہ ان کو نبی بنانا چاہیئے - جن کی موجودگی میں صرف چالیس دنوں میں قوم بگڑ گئی -

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زور دیا گیا - تو آپ نے سمجھا - کہ خدائے تعالیٰ جو اپنے اس فیض سے مجھے ہی فیضیاب کرنا چاہتا ہے - تو میں کیوں انکار کروں - اس لیئے آپ نے پڑھا -

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ

پڑھو - تمہیں ہم پڑھائینگے - اور تم جو اس کلام کو شروع کرنے لگے ہو - تو اس رب کا نام لیکر شروع کرو - جس نے انسان کو پیدا کیا - اسی حکم کے ماتحت قرآن شریف پڑھنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی جاتی ہے -

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے - کہ تم کہتے ہو - کہ میں کچھ پڑھنا جانتا ہی نہیں - تم پڑھنا شروع تو کرو - ہم تمہیں پڑھائینگے - ہاں تمہارے دل میں شاید یہ خیال ہو - کہ میں اس دنیا میں کیا کام کر سکونگا - تو ہم تمکو بتاتے ہیں - کہ یہ اس خدا کی طرف سے کلام ہے - جس نے لہو سے انسان بنایا - پہلے صرف لہو ہوتا ہے - پھر اسکو ہم ترقی دے دیکر انسان بنا دیتے ہیں - تم زیادہ سے زیادہ تو یہ کہ سکتے ہو کہ میں دنیا کے مقابلہ میں علق ہوں - لیکن ہم تو علق سے ہی انسان بناتے ہیں -

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۚ

پڑھو - تمہارا رب بڑا بزرگ ہے - بڑے فضل کرنے والا ہے - وہ رب جس نے قلم سے تمہیں سکھایا - انسان کو اس نے وہ کچھ سکھایا - جو کہ وہ نہیں جانتا تھا - فرمایا - کہ ہم ایسی باتیں انسان کو سکھاتے ہیں - جن کا انکو علم نہیں ہوتا - تمہیں کیا معلوم ہے کہ ہم تمہیں کیا کیا بتانے والے ہیں -

ایک ڈاکٹر عقل اور علم سے معلوم کر سکتا ہے - کہ فلاں بیمار کو کیا چیز مفید ہو سکتی ہے لیکن بچہ نہیں معلوم کر سکتا - کہ اس بیمار کو کیا دینا چاہیئے - تو فرمایا - کہ ہم ایسی تعلیمیں دینگے - جو کہ انسان تو جانتا ہی نہیں - ہم تمکو اور تمہاری معرفت دنیا کو ایسی تعلیمیں دینگے - کہ دنیا انکو نہیں جانتی - اس آیت سے ایک غلطی کا ازالہ ہوتا ہے - بعض لوگوں کا خیال ہے - اور وہ کہتے ہیں - کہ قرآن شریف میں پرانی تعلیمیں ہیں کوئی نئی تعلیم اس میں نہیں ہے - لیکن یہاں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - کہ ہم ایسا سکھائینگے - جس کا کہ انسانوں کو علم ہی نہیں -

کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۚ

ہرگز انسان نہیں جانتا - جو کچھ کہ ہم اسے سکھاتے ہیں - انسان جو سرکشی کرتا ہے - تو اسکا سبب یہ ہے - کہ اپنے آپ کو مستغنی خیال کرتا ہے - دنیا میں جس قدر انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں - اسی قدر زیادہ انہیں ٹھوکر لگتی ہے -

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی ۚ

کیا انسان سمجھتا نہیں - کہ اس نے مڑ مڑا کر خدا کی طرف ہی جانا ہے -

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۚ

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - کہ مجھے یہ تو بتاؤ - کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا - جو کہ روکتا ہے بندے کو خدا کی راہ سے - بعض لوگ خود تو سست ہوتے ہی ہیں - لیکن اوروں کو بھی نیک کام کرنے سے روکتے ہیں -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا - جو روکتا ہے بندے میرے کو نماز پڑھنے سے - وہ کیا ہی برا کام کرتا ہے -